سوال

(374) خلع کی تعریف اور طریقہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

خلع کیا ہے اوراس کا صحیح طریقہ کیا ہے؟جب خاوند اپنی بیوی کو طلاق نہ دینا چاہے تو کیا طلاق کا وقوع ممکن ہے؟اور امریکی معاشرے کے بارے میں کیا خیال ہے جہاں عورت اگر اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہو(خواہ اس کے دین پر عمل کی وجہ سے ہی) تو اسے طلاق کی آزادی حاصل ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بیوی معاوضہ دے کر علیحدہ ہوجائے تو اسے خلع کہا جاتا ہے۔اس طرح خاوند بیوی سے معاوضہ لے کر اسے چھوڑ دیتا ہے خواہ وہ معاوضہ شوہر کا دیا ہوا مہر ہو یا کچھ اوراس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

وَلا يَحِلُّ لَكُم أَن تَأخُذوا مِمّا ءاتَيتُموهُنَّ شَيـًٔا إِلّا أَن يَخافا أَلّا يُقيما حُدودَ اللَّهِ فَإِن خِفتُم أَلّا يُقيما حُدودَ اللَّهِ فَلا جُناحَ عَلَيهِما فيمَا افتَدَت... **٢٢٩** ...سورة البقرة

"اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لے لو مگر یہ کہ وہ دونوں اس سے خوف زدہ ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو پھر ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اس کا فدیہ دیں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً"

"ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول(صلی اللہ علیہ وسلم)!مجھے ان کے اخلاق او دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں۔البتہ میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں(کیونکہ ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت ادا نہیں کر سکتی) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا،کیا تم ان کا باغ(جو انھوں نے بطور مہر دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟انہوں نے کہا جی ہاں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے(ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا کہ باغ قبول کرلو اور انہیں طلاق دے دو۔"(بخاری(5273) کتاب الطلاق باب الخلع وکیف الطلاق فیہ نسائی(6/169) ابن ماجہ(2056) کتاب الطلاق باب المختلعة تاخذ ما اعطاھا دارقطنی(4/46) بیہقی(7/313)

علمائے کرام نے اس قصے سے یہ استنباط کیا ہے کہ جب عورت اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کی طاقت نہ رکھے تو حکمران اس سے خلع طلب کرلے بلکہ اسے خلع کا حکم دے۔

خلع کی صورت یہ ہے کہ خاوند بیوی کو چھوڑنے کے عوض کچھ لے یا پھر وہ کسی عوض پر متفق ہوجائیں اور پھر خاوند اپنی بیوی کو کہے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا خلع کرلیا اور اس طرح کے دوسرے الفاظ کہے۔

اور طلاق خاوند کا حق ہے یہ اس وقت تک واقع نہیں ہوسکتی جب تک وہ طلاق نہ دے اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ"

"طلاق صرف اس کا حق ہے جس نے پنڈلی کو تھام رکھا ہے (یعنی خاوند کا)۔" (حسن صحیح الجامع الصغیر (3958) ارواء الغلیل (2041) ابن ماجہ (2081) کتاب الطلاق باب طلاق العبد)

اسی لیے علمائے کرام نے یہ کہا ہے کہ جسے اپنی بیوی کو طلاق دینے پر ظلماً مجبور کیا جائے اور وہ طلاق دے دے تو اس کی یہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (المغنی لابن قدامۃ (10/352)

اور آپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ بیوی حکومتی قوانین کے مطابق اپنے آپ کو طلاق دے دے تو اس کے بارے میں ہم کہیں گے کہ اگر تو یہ کسی ایسے سبب کی بنا پر ہے جس کی وجہ سے طلاق مباح ہوجاتی ہے مثلاً اگر وہ خاوند کو ناپسند کرنے لگے اور اس کے ساتھ زندگی نہ گزار سکے یا خاوند کے فسق و فجور اور حرام کام کے مرتکب ہونے کی وجہ سے اسے ناپسند کرنے لگے تو اسے طلاق کا مطالبہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن ایسی حالت میں وہ خاوند سے خلع کرلے اور اس کا دیا ہوا مہر واپس کردے۔ اور اگر وہ طلاق کا مطالبہ کسی سبب کے بغیر کرے تو ایسا کرنا اس کے لیے جائز نہیں اور اس حالت میں عدالت کا طلاق کے متعلق فیصلہ شرعی نہیں ہوگا بلکہ بدستور عورت اس آدمی کی بیوی ہی رہے گی۔ تو یہاں ایک مشکل پیش آتی ہے کہ قانونی طور پر تو یہ عورت مطلقہ شمار ہوگی اور عدت گزرنے کے بعد کہیں اور شادی کرلے گی لیکن حقیقت میں بیوی کو طلاق ہوئی ہی نہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے اس جیسے مسئلے کے متعلق کچھ اس طرح کہا ہے:

ہمارے سامنے یہ شکل ہے کہ عورت کا کسی آدمی کو زوجیت میں رہتے ہوئے کہیں اور شادی کرلینا جو کہ حرام ہے۔ ظاہری طور پر عدالت کے حکم کے مطابق اسے طلاق تو ہوچکی ہے اور جب عدت ختم ہوجائے تو وہ کہیں اور شادی کرسکتی ہے۔ (لیکن فی الحقیقت لاعلمی میں وہ حرام کاری میں مبتلا ہورہی ہے)۔

لہذا میری رائے یہ ہے کہ اس مشکل سے نکلنے کے لیے ضروری ہے کہ اہل خیر اور اصلاح کرانے والے لوگ ضرور اس مسئلے میں دخل دیں تاکہ خاوند اور بیوی کے درمیان صلح ہوسکے اور اگر یہ ممکن نہیں تو وہ اپنے خاوند کو عوض ادا کرکے شرعی طور پر خلع لے لے۔ (شیخ محمد المنجد)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ نکاح و طلاق

ص459

محدث فتویٰ